

حضرت فاطمہ الزہراء دسویں قسط

<"xml encoding="UTF-8?">

ہم گزشتہ مضمون میں سیدہ سلام اللہ علیہا کی شادی کا ذکر کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے تھے کہ ان کی شادی اور ولیمہ ہو گیا۔ اب آگے بڑھتے ہیں۔

ولیمہ والے دن صبح کو ایک فقیر ان کے گھر پر سوالی ہو ا کہ مجھے تن ڈھانپنے کے لیئے کپڑا چاہئے؟ حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا نے سوچا کہ پتہ نہیں بیچا رہے کو اپنے لیئے کپڑا چاہیئے یا بال بچہ دار ہے۔ سوچا کہ کیا دوں؟ پھر نگاہوں کے سامنے وہ آیت گھوم گئی کہ **لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون**

(ترجمہ۔ تم ہر گز بھلائی کو نہیں پہنچو گے جب تک خدا کی راہ میں سب سے پیاری چیز خرچ نہ کرو)۔ ظاہر ہے کہ ہر ایک لڑکی طرح ان کو بھی سب سے زیادہ اپنی وابستگی اس قمیض میں نظر آئی جو کہ کل جہیز میں ملی تھی۔ یہ پہلا امتحان تھا اس میں حضرت سیدہ (رض) بھلا کیسے فیل ہوسکتی تھیں۔ ان کی تو بچپن سے تر بیت ہی ایسی ہوئی تھی۔ انہوں (رض) نے وہی قمیض اس ساٹل کے حوالے فرمادی۔ (معارج نبوت)

اس بات سے حضور (ص) بے خبر تھے کہ حضرت جبرئیل (ع) ایک جوڑ کپڑے لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کی صاحبزادی کی خیرات کے بدلے میں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کے توسط سے انہیں یہ خلعت فاخرہ پیش کروں۔ حضور (ص) یہ سن کر سجدہ شکر بجا لائے کہ اللہ نے ان کی خیرات قبول فرمائی۔

ابو بکر طوسی (رح) سے ایک روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدہ کی شادی سے منافق خوش نہ تھے ان کا خیال تھا کہ خاندان نبوت (ص) میخیلیج پیدا کر دیں۔ اس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ علی (رض) تم بہت بڑے عالم اور بہادر ہو۔ تمہیں جہیز میں کیا ملا سوائے چند معمولی چیزوں کہ اگر تم میری بیٹی سے شادی کر لو تو میں تمہیں مالا مال کر دوںگا اور اپنے دروازے سے تمہارے دروازے تک اونٹوں کی قطاریں لگا دوں گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ حضرت سیدہ (رض) کو طلاق دینا ہوگی۔

حضرت علی کرم اللہ نے دو ٹوک جواب دیکر اس کو خاموش کر دیا کہ ہمیں خدا کی رضا کی ضرورت ہے، دنیاوی مال و دولت کی نہ مجھے حاجت ہے نہ خواہش۔ اس بد بخت نے جب علی کرم اللہ وجہہ کا یہ جواب سنا تو چپ چاپ چلا گیا۔

اتنے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک غیبی ندا سنی کہ اے علی (رض) منہ اوپر اٹھا کر دیکھو؟ جناب علی کرم اللہ وجہہ نے منہ اٹھا کر دیکھا تو اونٹوں کی قطاریں حد نظر تک زر و جواہر سے لدی ہوئی کھڑی ہیں اور ہر ایک اونٹ کے ساتھ ایک خادمہ بھی ہے۔ پھر ایک ندا آئی کہ یہ حضرت سیدہ (رض) کا جہیز ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ گھر تشریف لے گئے تاکہ یہ عجیب و غریب واقعہ حضرت فاطمہ (رض) سے بیان کریں، مگر وہ اس پر پہلے ہی مطلع ہو چکی تھیں، لہذا انہیں دیکھتے ہی فرمانے لگیں کہ وہ واقعہ تم بتاؤ گے یا میں تمہیں بتاؤں؟ معترض کہہ سکتے ہیں کہ انہیں کیسے پتہ چل گیا؟ انکو میرا جواب یہ ہے کہ انہیں کی اولاد میں تمام اولیاء گزرے ہیں جب ان (رح) کو بہت سی باتیں معلوم ہو جاتی تھیں تو وہ تو ان سب کی ماں تھیں

حضرت فاطمہ الزہرا بطور ہمسایہ رسول (ص) - جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ حضرت نے ایک گھر کرائے پر لیا تھا جو کہ تھوڑا دور تھا - حضور (ص) کا روز مرہ کا معمول تھا کہ روزانہ حضرت فاطمہ (رض) کے گھر تشریف لے جاتے، ایک دن فرمانے لگے کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ تمہارا مکان ہمارے قریب ہوتا اور ہم دن میں ایک آدھ بار آنے کے بجائے بار بار آتے - اس پر انہوں (رض) نے بھی فرمایا کہ میرا دل بھی یہ ہی چاہتا ہے کہ میں آپ کے قریب رہوں تاکہ آپ کی نگہداشت حسبِ سابق کرتی رہوں۔ آپ کے ہم سایہ میں حضرت نعمان (رض) بن حارث کا مکان ہے، اگر اس کا کچھ حصہ مل کر یہ پر مل جائے تو بہتر ہے - اس پر حضور (ص) نے فرمایا کہ وہ پہلے ہی مہاجرین کو اپنی کافی زمین بلا معاوضہ دے چکے ہیں - وہ تم سے بھی کوئی معاوضہ قبول نہیں کریں گے لہذا ان سے کچھ کہنا میں مناسبت نہیں سمجھتا۔ بات آئی گئی ہوئی۔ مگر یہ بات کسی طرح حضرت حارثہ (رض) بن نعمان تک پہنچ گئی اور انہوں نے دربارِ رسالت (ص) میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ اپنی صاحبزادی کو اپنے قریب رکھنا چاہتے ہیں، لہذا میں نے اپنے گھر کا آپ سے ملحقہ حصہ خالی کر دیا ہے اور آپ کو پیش کر رہا ہوں - آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو وہاں منتقل فرمادیں۔ تاکہ آپ کے آنکھوں کی ٹھنڈک آپ کے سامنے رہے۔

حضور (ص) نے قبول کر کے میں کچھ تامل فرمایا تو انہوں (رض) نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے جان و مال آپ پر قربان ہیں - خدا کی قسم یہ اگر حضور (ص) قبول فرمالیں گے تو مجھے اس سے کہیں زیادہ سکون۔ قلب حاصل ہو گا، جتنا مجھے اسے اپنے پاس رکھنے پر حاصل ہوتا۔

جب انہوں نے زیادہ اصرار کیا تو حضور (ص) نے قبول فرمایا اور ان کو برکت کی دعا دی - اس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ وہاں منتقل ہو گئے جو جگہ کہ اصحابِ صفہ کے اور حضور کی ابدی آرام گاہ کے درمیان واقع ہے اور مدینہ منورہ میں ابھی تک باقی ہے - اس کے سلسلہ میں ایک روایت اور بھی حضرت عبد اللہ بن مسعود (رض) ملتی ہے کہ کسی نے حضرت علی (رض) اور حضرت عثمان (رض) کی برائی کی تو فرمایا کہ حضرت عثمان (رض) کو تو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے معاف کر دیا تھا۔ اور رہا علی (رض) کا معاملہ تو ان کا مکان تمہارے سامنے ہے - (میرے خیال میں شاید یہ ایک لطیف اشعار تھا کہ یہ مکان قیامت تک تمام دست برد سے محفوظ رہے گا اور آج کی صورت حال گواہ ہے کہ مدینہ منورہ کا نقشہ بدل گیا ہے مگر کا شانہ نبوت (ص) اور کا شانہ علی (رض) باقی ہے

امور خانہ داری۔ حضرت فاطمہ (رض) کی زندگی چونکہ حضور (ص) کی زندگی کا پرتو تھی لہذا جس طرح حضور (ص) کا طریقہ کار تھا وہی ان کا بھی تھا - نہ ان کی عبادت امور خانہ داری میں خارج تھی نہ ان کا گھر گھرستن ہونا ان کی عبادت میں خارج تھا۔ جس طرح والدِ محترم مردوں کے لیئے نمو نہ تھے ویسے ہی صاحبزادی صاحبہ (رض) بھی گھر گھرستی میں خواتین کے لیئے نمو نہ تھیں -

اس کے لیئے سب سے بڑی سند تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے زندگی میں فاطمہ (رض) سے زیادہ سلیقہ شعار کوئی عورت نہیں دیکھی - باوجود کچا مکان ہونے کے وہ اپنے گھر کو بہت ہی صاف اور ستھرا رکھتیں تھیں کہ دیکھنے میں جنت کا تکرر لگتا۔ کیونکہ یہاں یہ حدیث ان کے سامنے رہتی کہ صفا ئی نصف ایمان ہے، پھر وہ خود بھی طاہرہ (رض) تھیں - گوکہ گھر میں تھا ہی کیا اس کی تفصیل ہم آپ کو پہلے ہی بتا چکے ہیں - صرف سلیقہ تھا کہ وہ اس کو قرینے سے رکھتیں تو گھر سجا ہوا نظر آتا۔ ہم پہلے بھی حضرت امام حسین (ع) کے حوالے سے بتا چکے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میری والدہ زیادہ تر وقت عبادت میں صرف کرتیں تھیں۔ مگر ان کی خوبی یہ تھی کہ اس کے باوجود بھی گھر کے علاوہ بچے بھی صاف ستھرے

رہتے ۔ وہ چونکہ آٹا اپنے ہاتھ سے پیستی تھیں اور ان کے گھر میں یہ بھی کبھی نہیں ہوا کہ ایک وقت کا آٹا کبھی بچا ہو، جہاں حضرت علی کرم اللہ وجہ کچھ مزدوری کر کے لائے اور انہوں (رض) نے عبادت چھوڑی اور فوراً آٹا پیسا پکا یا اور بچوں کو جلدی سے کھلانے کی کوشش کی ۔ مگر اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ ابھی بچوں کو دے بھی نہ پائیں کہ کوئی سا ٹل آگیا اور پورا کنبہ بھوکا رہ گیا۔ پانی کے مشکیزے بھی خود ہی بھر کر لاتیں کیونکہ حضرت علی کرم اللہ مزدوری کی تلاش میں اکثر نکل جاتے ۔ گھر میں جہاں بھی خود لگاتیں، حتیٰ کہ چہرہ مبارک غبار میں اٹ جاتا۔ چولہا جلاتیں اور پھونکتیں تو ساری گرد اوپر پڑتی۔ اکثر دھوئیں سے آنکھوں میں آنسو آجاتے ۔ مگر کبھی حرف شکایت زبان پر نہیں لائیں ۔ ایک مورخ نے یہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ انہوں (رض) نے اپنے زخمی ہاتھ حضور (ص) کو دکھا ئے اور حضور (ص) سے ایک باندی کی فرمائش کی ؟ مگر اس سے میں اس لیئے متفق نہیں ہوں کہ فقر تو باپ بیٹی اور داماد (رض) نے خود ہی اپنے لیئے پسند فرمایا تھا۔ ورنہ ان کے ایک اشاعرے پر اللہ تعالیٰ ان کے دروازے پر دودھ اور شہد کی نہریں بہا دیتا۔ میں اپنے اس دعوے کے مزید ثبوت کے طور پر ان (رض) کا دورِ خلافت پیش کرتا ہوں کہ خلیفہ ہونے کے بعد بھی خوراک وہی روکھی سوکھی رہی۔ وہاں ان کو روکنے والا کون تھا سوائے خوفِ خدا اور تقوے کے۔ (باقی آئندہ)